موجودہ حالات میں دینی جماعتوں کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں۔
ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس سے مولانا سمیع الحق صاحب کا خطاب

ملی یکجہتی کونسل پاکستان کے جنرل کونسل کا اجلاس مورخہ ، دسمبر کو صبح ۱۰ بجے لیک ویو موٹل اسلام آباد میں کونسل کے صدر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز مولانا قاری اکبر علی نعیمی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اجلاس کی میزبانی جماعت اہلحدیث کے سربراہ جناب صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی صاحب نے کی۔ اجلاس میں صدر کے علاوہ کونسل کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ، جماعت اسلامی کے امیر جناب قاضی حسین احمد صاحب ، تحریک جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب سواد اعظم ، اہلسنت کے سربراہ مولانا محمد اسفندیار خان صاحب ، حزب جہاد کے سربراہ آغا مرتضیٰ پویا صاحب ، جماعت اہلحدیث کے سربرہ صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی صاحب ، اتحاد العلماء کے مولانا عبدالجلیل صاحب اور دیگر علماء نے ملکی اور بین الاقوامی حالات پر مفصل خطاب کیے۔

ملی یکجہتی کونسل کے جنرل کونسل نے جمعہ کی چھٹی ختم کرکے عیسائیوں کی طرح اتوار کی چھٹی کرنے ، فحاشی ، عریانی ، سود کے خاتمے کیخلاف حکومت کی اپیل اور القدس پر اسرائیل قبضہ اور بھارت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی کوششوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کی چھٹی کے خاتمے اور دوسرے جمعہ کو سود کے خاتمے کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کیخلاف حکومت کی طرف سے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے ، تیسرے جمعہ کو فحاشی و عریانی ، بھارت میں کرکٹ ٹیم بھجنے کیخلاف احتجاج کیا جائیگا۔ اور جمعۃ الوداع کو یوم القدس کے طور پر منایا جائیگا۔ ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں ملک میں دہشت گردی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ دہشت گردی کی روک تھام کیلئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ اور اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگائی جائے۔ اور ناجائز اسلحہ ضبط کیا جائے۔ اجلاس میں دینی مدارس کے خلاف حکومت کی ریشہ دوانیوں اور زکوۃ کی امداد بند کرنے کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ حکومت دینی مدارس کی راہ میں روڑے نہ اٹکائے۔ برطانوی چرچ کے سربراہ آرچ بشپ آف کنٹربری کے دورہ پاکستان پر غور کیا۔ اور اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس دورے کا بنیادی مقصد پاکستان میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان غیرسگالی کی فضاء پیدا

کرنا تھا جبکہ آرچ بشپ کے اسلامی یونیورسٹی میں خطاب کر کے یہ مسئلہ چھیڑ دیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عیسائی ہوجائے تو اسے تحفظ اور مراعات دی جائیں ۔ ہم آداب میزبانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ ہم مہمان کا احترام کرتے ہیں ۔ معزز مہمان اس کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور ہ مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ کریں اور امت مسلمہ سے معافی مانگے ۔انہوں نے کہا کہ آرچ بشپ نے توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے ۔ حالانکہ یہ قانون صرف حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے پر لاگو نہیں ہوتا بلکہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا بھارت کیساتھ تعلقات استوار نہ کیئے جائیں ۔ اجلاس میں اس پر بھی افسوس کا اظہار کیا کہ قادیانی پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے کی سازشوں میں ملوث ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ ۷۳ء کے متفقہ دستور کو ختم کرکے اس کی جگہ سیکولر آئین لایا جائے ۔ حالانکہ ۷۳ء کے دستور پر عمل درآمد کرکے ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جاسکتا ہے ۔ قادیانی چاہتے ہیں کہ ۷۳ء کا آئین منسوخ ہوجائے ، تاکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی شق بھی ختم ہوجائے ۔ ۷۳ء کا آئین ایک لحاظ سے اسلامی آئین ہے ۔ جس میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے ۔ اس میں اسلامی نظریاتی کونسل بھی بنائی گئی ہے ۔ اس آئین کو چاروں صوبوں کے نمائندوں کے اتفاق رائے سے بنایا تھا ۔ قادیانی دستوری بحران پیدا کرکے دستور کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ دینی جماعتوں کو اس سازش کا علم ہے اور وہ اس کا مقابلہ کریگی ۔

ملی یکجہتی کونسل کے جنرل کونسل کی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کونسل کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ بدقسمتی سے جب الیکشن آیا تو ہم اکھٹے نہ چل سکے ۔ لوگوں کا اندازہ یہ تھا کہ شاید کونسل کا ہدف سیاسی طور پر بھی ایک ہوگا ۔ میرا بھی خیال تھا کہ خدا کرے کہ ہم اس پلیٹ فارم پر اکھٹے کوئی لائحہ عمل طے کرسکیں ۔ کیونکہ ہم اس کو دینی اور سیاسی پلیٹ فارم سمجھتے ہیں اس کا بنیادی ہدف تو فرقہ واریت کا انسداد تھا ۔ لیکن جب ہم پوری دنیا میں ملت مسلمہ کو درپیش مسائل کونسل میں زیر بحث لاتے ہیں تو پاکستان کے حالات سے بھی ہم صرف نظر نہیں کرسکتے ۔ بہرحال مشورے تو ہم کرتے رہے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا ۔ انتخابی طوفان میں الگ الگ راستے اختیار کیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتخابی نحوست پورے ملک کیلئے نحوست تھی اور ہمارے ملی یکجہتی کونسل کیلئے بھی نحوست ثابت ہوئی ، ہم اس بارے میں جمع ہوتے تھے ، لیکن ہر ایک جماعت دائیں بائیں مشرق و مغرب جنوب شمال کی طرف الگ الگ جارہی

تھی۔ اور کوئی کسی سے مشورہ نہیں کر رہا تھا تو نتیجہ

ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اس سے زیادہ نقصان ہمیں اپنوں نے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی ہم نے مخلصانہ کوششیں کیں اور ضابطہ اخلاق طے کیا، مصالحتی کمیشن بنی۔ لیکن کونسل کے کچھ انتہا پسند قوتوں اور کچھ درپردہ عناصر نے اس ساری محنت کو سبوتاژ کرنا چاہا۔ جن کیلئے یہ امن اور یک جہتی راست نہیں آتی تھی۔ وہ اپنے جذباتی لوگوں میں جاتے تھے۔ تو ان کے شور وغوغا اور جذباتی نعروں میں آجاتے تھے۔ آج کل لیڈر لیڈر نہ رہا بلکہ اپنے کارکنوں کے پیچھے لگ گئے۔ پھر یہ جماعتیں بدنام اور مطعون بھی ہمیں ہی کرتی رہیں کہ یہ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے۔ بھائی ہم تو سب کچھ محنتیں ان لوگوں کیلئے کر رہے تھے کہ خون خرابہ نہ ہو اور دونوں طرف سے انتہا پسند طاقتوں کو روکا جاسکے۔ پھر کونسل کے لیڈر اور اکابرین اکثر باہر کے دوروں پر رہتے ہیں، پھر یہ کچھ بنیادی باتیں تھیں اور مجھے تردد رہا کہ جب دونوں جانب کے انتہاپسند فریق ہمارے ساتھ نہیں بیٹھتے اور ہمارے بیٹھنے کے باوجود خون خرابہ ہوتا رہے۔ اور قتل وقتال ہوتی رہے تو پھر ہمارا مقصد اس یکجہتی کونسل کا کیا رہ گیا۔ یہ تو لوگوں میں مذاق بن جائے گا۔ کچھ ہماری سیاسی جماعتوں نے بھی اپنی سیاسی وابستگیوں کے وجہ سے ہمارا ساتھ نہ دیا۔ جو اپنے آپ کو اتحاد بین المسلمین کا داعی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے نزاکت محسوس نہ کی اور سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے پوری ملت کے ساتھ ظلم کیا۔ بے شک ہمارے سیاسی راستے الگ ہیں۔ ہزاروں اختلافات ہیں لیکن کم ازکم اللہ کی نعمت جو اس کونسل کی شکل میں ہمیں ملی تھی اس کا تیاپانچہ نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن مسؤلیت خداوندی ثانوی چیز رہ گئی ہے۔ ہر شخص تعصب اور ترجیحات کے خول میں ہے۔ ہم نے اسی سے نکلنے کیلئے یہ ساری محنتیں کی تھیں۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو حالات پیش آئے ہیں بہت المناک ہیں۔ دہشت گردی کے بھینٹ بہت سے لوگ چڑھ گئے ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی حالات بھی جس طرح کہ نورانی صاحب نے فرمایا بہت افسوسناک ہیں کہ یہاں تک کہ باہر کے ملکوں کے لوگوں کو بھی تحفظ نہیں۔ اس کے بعد دونوں جانب سے کافی لوگ مارے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مسلک سے وابستگی کی بناء پر میرا بھی ایک مسلک ہے، جس کو دیوبندی مسلک کہا جاتا ہے اور بہت زیادہ فسادات کی زد میں۔ اس مسلک کو لایا جارہا ہے اور اب کونسے درپردہ عناصر اور عوامل ہیں اللہ جانتا ہے۔ مگر آپ نے دیکھا کہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں کتنا بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔ ابھی تک کوئی پتہ نہیں ہے کہ مولانا حبیب اللہ مختار جیسے صلح کن انسان جو فرقہ واریت سے

کوسوں دور تھا۔ اس کا یہ ذہن ہی نہیں تھا۔ بڑے محقق اور محدث اور بہت بڑے مدرسہ کے مہتمم تھے اور وفاق میں شامل چارہزار مدارس کے ناظم اعلیٰ تھے۔ یہ بہت بڑا ایک صدمہ تھا جس سے ہم دوچار ہوگئے۔ مگر آج تک نہ حکومت کچھ کر سکتی ہے نہ ہم مل بیٹھ کر ان عوامل کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔

حاصل پور میں میری جماعت کا ڈپٹی جنرل سیکرٹری ندیم اقبال اعوان ایڈوکیٹ شہید کردیئے گئے جو ہمارے ساتھ کونسل میں پہلے ہی دن سے تاسیسی رکن تھے اور جدوجہد میں شریک تھا۔ ہمارے کونسل کے جناب لیاقت بلوچ کے ساتھ مصالحتی کمیشنوں میں بھی ہروقت بیٹھتے تھے۔ میں حاصلپور گیا تو وہاں لوگ رونے لگ گئے کہ یہاں شیعہ سنی جھگڑا اسی نے ختم کرایا۔ محرم کے جلوس کے حفاظت کیلئے وہ خود آگے جاتا تھا۔ اور رات کو کسی اہل تشیع کے گھر اگر خطرہ ہوتا تھا تو وہ وہاں پہرہ دے دیتا۔ کونسل کا بھرپور کام اس علاقے میں کیا لیکن ایسے عناصر کو بھی چن چن کر وہ ختم کردیا گیا۔ خیرالمدارس ملتان کا کتنا دردناک واقعہ آیا چار معصوم طالب علم قتل کردیئے گئے۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ شیعہ سنی کے آگ لگانے میں کچھ لوگ مایوس ہوگئے ہیں بے شمار لوگ قتل ہوئے لیکن شعیہ سنی فسادات ملک میں نہیں پھیلے۔ لوگوں نے عوام نے اسے اپنا مسئلہ نہیں سمجھا تو وہ آگ جب نہ بھڑک سکی اور اس میں وہ کامیاب نہ ہوئے تو اب مجھے بہت زیادہ خطرہ یہ محسوس ہورہا ہے کہ خدانخواستہ کہ اگر ہم ملی یک جہتی کونسل کو نظرانداز کردیں، اس کو چھوڑ دیں تو کوئی آگ لگانے والا ہمارے سنیوں کے صف میں کوئی ایسی آگ بھڑکا دے گا کہ جس سے پورے ملک میں ہم سب کو بھسم کررہ جائیں۔ اس کا رخ اس انداز میں جارہاہے کہ گویا یہ بریلوی اور دیوبندی بھی اب شروع ہوگئے حالانکہ بریلویوں اور دیوبندیوں کا کوئی ذہن ہی ایسا نہیں ہوگا۔ لیکن جب ایک مکتب فکر کو چن چن کر ٹارگٹ بنایا جائیگا پھر بھڑکایا جائے گا کہ یہ تو فلاں کررہے ہیں تو پھر دوسری طرف بھی آگ بھڑک سکتی ہے۔ چنانچہ ملتان میں ایسی فضاء بدقسمتی سے پیدا کردی گئی۔ لاہور میں کونسل کے صوبائی اجلاس میں بھی دونوں جانب کے تقاریر سے ایسا تاثر ابھر رہا تھا۔ کہ ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرا دیا جارہے۔ خدانخواستہ اگر یہ آگ بھڑکا دی گئی تو پورا ملک ہی تباہ کردے گا۔ میں نے لاہور میں عرض کیا تھا کہ اسی طبقاتی آگ کو بھڑکنے کیلئے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ یہاں عالمی مسائل پر بھی بحث بہت ضروری ہے۔ لیکن ہمارے اس محفل میں بنیادی ہدف یہ ہو کہ یہ شیرازہ جو بکھرتا جارہا ہے اس کو کیسے سمیٹا جائے۔ اور یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کون ظالم

ہمیں مار رہا ہے ۔ آج تک ملزم کیوں دنیا کے سامنے نہیں لائے جاتے ہیں ۔ کراچی کے حادثہ میں کسی کو گرفتار ہی نہیں کیا گیا ۔ حاصلپور میں ندیم اقبال اعوان شہید کے قاتل رنگے ہاتھوں گرفتار کئے گئے ، پکڑے گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم ٹھوکر نیاز بیگ سے آئے ہیں پس منظر مجھے معلوم ہے کہ ان کو بلایا گیا تھا ۔ اسی طرح قاتل پکڑے جاتے ہیں مگر مقدمہ ختم ہوجاتا ہے ۔ حکومت کا کوئی ایسا سسٹم ہی نہیں ہے کہ مجرم کو کیفر کردار تک پہنچا سکے اور سزا دے سکے ۔ دہشت گردی کی عدالتیں اسی مسئلہ کے آڑ میں بنائی گئی اور لوگوں نے شور بھی مچایا کہ یہ بنیادی حقوق سے ظلم ہے اور شاید عدالتوں میں بحران بھی اسی وجہ سے آیا ۔ لیکن آج تک کسی عدالت نے کسی بھی دہشت گرد کو سزا نہیں دی ۔ عام اور پرانے مقدمات کو اس میں لے آتے ہیں کوئی دہشت گردی کا کیس اس کے سامنے آجاتا ٹرائیل ہوتا ٹی وی پر سب کو دکھاتے اور سزا ملتی تو پھر مسئلہ حل ہوجاتا ۔ ہمیں ان باتوں پر غور کرنا ہے ۔ کہ اس شیرازے کو ہم کیسے مجتمع کرسکتے ہیں ۔ فرقہ واریت کا انسداد ہم کیسے کرسکتے ہیں ۔ الزام دھڑا دھڑ ہم پر لگ رہا ہے ۔ یعنی مذہبی طبقوں پر اور ان کو بدنام کیا جارہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مستقبل تو مجھے بہت تاریک نظر آرہا ہے کہ حکمران بہت زعم میں ہیں ۔ تکبر میں ہیں ۔ انہوں نے عدلیہ کو بھی کرش کرکے تباہ کر رکھ دیا ہے ۔ اب اس کا اعتماد کبھی بحال نہیں ہوسکے گا ۔ ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم مقننہ اور عدلیہ چاروں لڑ پڑے ۔ اب جب یہ ادارے آپس میں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور خانہ جنگی کی صورت آپس میں پیدا ہوئی تو اعتماد اب کس پر رہے گا ۔ اب قوم کو کسی عدلیہ پر اعتماد کیسے بحال ہوگا ۔ اور نہ عدلیہ والے کوئی فیصلہ حق پر کرسکیں گے ۔ میرے خیال میں اب کوئی چیف جسٹس وزیراعظم کے خلاف کسی مقدمے کا نام بھی نہیں لے سکے گا اور کہے گا کہ میں کیوں اپنی چھٹی کراؤں تو بڑا دھچکا لگا ہے اداروں کو ۔ قوم انتہائی پریشانی میں ہے ۔ اور میری اپنی رائے ہے کہ یہ سارے ماورائے عدالت اور ماورائے آئین باتیں ہوئی ہیں ۔ اور آئین کو تہس نہس کرکے رکھ دیا گیا ہے ۔ ایک شخص کو جبری مینڈیٹ دلوایا گیا ہے ۔ اور پہلے دن سے ان کا ٹارگٹ امریکی ایجنڈا ہے ۔ ان لوگوں کو امریکی ایجنڈا جاری رکھنے کیلئے لایا گیا ۔ تو ہر طرف سے فارغ ہونے کے بعد ان کا ٹارگٹ آپ ہیں ۔ اصل اور بڑا امریکی ایجنڈا جو ہے وہ دینی جماعتوں کو کرش کرنا ہے ، دہشت گردی قرار دینا ہے ۔ مگر آپ کی قوت بالکل بکھری ہوئی ہے ۔ ان کا خیال ہے کہ اب اس میں دم خم نہیں ہے ۔ بڑے بڑے ادارے میں نے تباہ کیے تو یہ ادارہ جو دین کا ادارہ ہے اس کی کیا حیثیت ہے ۔ آج بھی ایک بیان آیا ہے کہ ہم بندرگاہوں اور ائیرپورٹوں کو بھی کھلی بولی میں نیلام کرنے کیلئے تیار ہیں تو اگر اس امریکی

لیجنڈے پر کام شروع ہوجائے تو ہم اس کا دفاع کیسے کرینگے ۔ کیسے لڑینگے ۔ تو ہمیں ان سارے روٹھے ہوئے لوگوں کے پاس جانا چاہئے اور ان کو منانا چاہیے ۔ کہ بھائی تمہارا تحفظ کوئی نہیں کرے گا ۔ اور نہ یہ فرق کرے گا ۔ امریکہ کہ یہ بریلوی ہے اور یہ دیوبندی ہے ۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی نازک اور حساس وقت ہے ۔ ان کے سامنے صرف یہی ٹارگٹ ہے ۔ یہ بھی عرض کرونگا کہ جس طرح ایران ہمارے لیے قابل احترام ہے اس طرح سوڈان ، الجزائر ، لیبیا ، عراق یہ سارے ممالک مسائل میں مبتلا ہیں ۔ اس طرح افغانستان بھی ہماری توجہ اور ہمدردی کا مستحق ہے ۔ وہاں لوگ امن کیلئے نکلے ہیں کیونکہ لیڈروں سے نہیں ہوسکا تھا تو بچے نکلے کہ ہم اپنے ملک کو بچائیں ۔ اس میں کوئی غیر ملکی نہیں تھا ۔ اور نہ کوئی لمبا چوڑا پروگرام اور منصوبہ تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں سے نجات دلانے کیلئے ان طلبہ کی نصرت فرمائی ۔ تو آج جو ظلم وہاں ہورہا ہے مزار شریف میں مصالحت کی آڑ میں دروازہ کھولکر بچوں کو بلایا گیا اور اسی وقت غداری کرکے ان کو گرفتار کیا گیا ۔ قتل عام کیا گیا ۔ طالبان جو آپ کے بچے ہیں جو دین کے سپاہی ہیں ابھی چار ہزار طالب علموں کی اجتماعی قبریں نکلی ہیں جنرل مالک اور احمد شاہ مسعود اور کمیونسٹوں نے ان کو کنوؤں اور کھائیوں میں ڈالا ہے ۔ جب ہم اور سارے لوگوں کی بات کرینگے تو ہمیں اس کے بارے میں بھی امریکہ سے مطالبہ کرنا چاہئیے ۔ میرے پاس امریکہ کے سفارتکار آتے رہتے ہیں ۔ پرسوں بھی کچھ لوگ آئے تھے ۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں محاصرہ ہوا ہے ۔ تو میں نے کہا کہ خدا کے ظالمو عراق کو تو ۶ سال سے مروا رہے ہو ۔ بچے تڑپ تڑپ کر دوائی کیلئے ، کھانے کیلئے مر رہے ہیں اس محاصرہ کا تو نام نہیں لیتے ہو اور طالبان کا ایک لیڈر ہمارے ہاں آیا تھا وہ رو رہا تھا کہ چار ہزار طلبہ کے اجتماعی قبر نکلے ہیں مگر امریکہ خاموش ہے اور نہ اقوام متحدہ کو کوئی احساس ہے نہ وہ اس پر چیختا چلاتا ہے اور نہ نہیں بنیادی حقوق یاد آتے ہیں ۔ اور ایسا ایسا ظلم ہورہا ہے کہ ایک طالب علم کو پکڑ لیا اور قینچیوں اور بجلی کے شاٹوں سے اس کے جسم کو نوچ رہے تھے اور پھر زبان کی باری آئی تو وہ چیختا رہا روتا رہا کہ دیکھو صرف میری زبان چھوڑ دو ۔ کیونکہ میں قرآن کا حافظ ہوں کہ موت تک کم ازکم قرآن کریم کا تلاوت کرتا رہوں ۔ تو انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے اس کی زبان نوچ ڈالو ۔ پورے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے یہ مشاہدات اور متواترات ہیں ۔ ایک بڑا ظلم عظیم ایک علاقہ میں کمیونسٹ کررہے ہیں ۔ تو یہاں بھی اپیل کی جائے کہ ساری عالمی اور اسلامی قوتیں وہاں امن کا حق ادا کریں ۔ اور ان مظالم پر آواز اٹھائیں ۔ میں ایران سے بھی بڑی ادب سے درخواست کروں گا کہ آپ بھی مثبت رول ادا کریں ۔ میں نے ان سے کہا بھی تھا گذشتہ دنوں ایران کے نائب وزیر خارجہ بروجردی

سے میری ملاقات ہوئی تھی تو میں نے ان کو بھی کہا کہ میرا اخلاص سے آپ کے لیے مشورہ یہ ہے۔ کہ خدا کیلئے آپ اور افغانستان بھائی بھائی بنیں، طالبان کی مخالفت نہ کریں۔ آپ ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور ایسی بڑی طاقتیں بن سکتی ہیں کہ آپ مل کر امریکہ کو جہنم رسید کرسکتے ہیں۔ جب آپ کا اور ہمارا ہدف ایک ہے اور امریکہ کی دشمنی میں اگر واقعی کوئی لچک نہیں تو اگر ہم اپنے طور پر اور علامہ ساجد نقوی جیسے حضرات بھی جو یہاں موجود ہیں کوشش کریں کہ وہاں یہ خون کب تک بہتا رہے گا۔ ایران کی بلاوجہ طالبان کی مخالفت کا کوئی جواز نہیں کیونکہ دونوں آزاد ملک ہیں۔ جنگ وہاں بھی لڑی گئی، سب لوگوں نے ساتھ دیا تھا۔ اب اگر طالبان آگے بڑھتے ہیں اور امن قائم کرتے ہیں اور شریعت کی بات کرتے ہیں تو کسی کو کیا تکلیف ہے۔ تو جب یہ سب مل کر امریکہ کی دشمنی میں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینگے تو انشاء اللہ اس کے پورے دنیا پر بڑے اچھے اثرات پہنچیں گے۔

بروجردی نے بھی میرے ساتھ اتفاق کیا اور کہا کہ ہمارے درمیان واقعی کوئی بڑا جھگڑا نہیں ہے۔ دونوں ممالک سے قریبی تعلق رکھنے والے حضرات اگر موثر قدم اٹھائیں اس معاملہ میں تو یہ آگ ختم ہوجائی گی۔ میں آخر میں دوبارہ یہ گذارش کرونگا کہ اگر اس کونسل کو دوبارہ فعال اور مستحکم بنانا ہے، اس کو صوبوں تک لے جانا ہے تو ہمیں فعال اور منظم ہونا پڑے گا۔ اور جب ہم منظم ہوں تو یہ ایک ایک اور دو دو افراد جوٹانگے کی سواریاں ہیں یہ خود ہمارے پیچھے آئیں گے۔ اور ساتھ چلیں گے۔ (واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)

****

نوٹ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دورہ پاکستان کی مفصل روداد اور رابطہ ادب اسلامی عالمی کی مکمل رپورٹ اور تفصیل بعنوان "حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی خدمت میں پانچ روز" مدیر "الحق" کے قلم سے جنوری کے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)